مولانا اکرام اللہ جان قاسمی ☆

بشارتِ محمدیہ ﷺ کتب سماویہ میں

رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور فضیلت تمام انبیا کرام علیہم الصلوات والسلام میں ایسی ہی ہے جیسے چودھویں رات کو ماہ کامل کی حیثیت لاکھوں ستاروں میں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نام نامی اور صفات مبارکہ کو تمام آسمانی کتابوں میں وضاحت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے سچی آسمانی کتاب ''قرآن کریم'' میں ارشاد ہے۔

وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ O(۱)

اور بلاشبہ آپ ﷺ کا ذکر پہلی کتابوں میں موجود ہے۔

اس طرح سورۃ اعراف میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی امت کے حق میں دنیا و آخرت کی بھلائی کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سعادت کو وہ لوگ پائیں گے جو تجھے بھی مانیں گے اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائیں گے۔ قرآن پاک کا بیان ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O (۲)

☆۔ خطیب جامع مسجد قبا، استاد گورنمنٹ کامرس کالج مردان

(دنیا و آخرت کی بھلائی ان لوگوں کے لئے ہے) جو تابع فرمان بنتے ہیں اس رسول کے جو نبی ہے امی، جس کو یہ لوگ پاتے ہیں لکھا ہوا تورات میں اور انجیل میں، یہ بتاتا ہے ان کو نیک کام، اور منع کرتا ہے برے کام سے اور حلال ٹھہراتا ہے ان کے لئے پاکیزہ چیزیں اور حرام گردانتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان کے اوپر سے بوجھ، اور وہ پھندے جو ان کو پڑے ہوتے تھے پس وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر اور اس کی رفاقت کی اور مدد کی اور تابع ہوئے اس نور کے جو اس کے ساتھ اترا ہے سو یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا ذکر مبارک کتب سابقہ میں اتنی وضاحت کے ساتھ مذکور تھا کہ ان مذاہب کے علما آپ ﷺ کو اپنے بیٹوں کے احوال کی طرح جانتے تھے، ارشاد ہے:

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ (۳)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (آخری نبی ﷺ) کو پہچانتے ہیں جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور ایک فرقہ ان میں سے حق کو چھپاتا ہے جان بوجھ کر۔

اور آپ ﷺ کا ذکر مبارک شائع و مشہور کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے بارے میں فرما چکے ہیں،

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (۴)

اور ہم نے آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت میں ہے،

قالوا یا رسول اللہ متیٰ وجبتْ لك النبوّۃ؟ قال وآدم بین الروح والجسد ۔ (۵)

صحابہؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے لئے نبوت کا فیصلہ کب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت جبکہ آدم کا ابھی صرف پتلا تیار ہوا تھا اور روح نہیں ڈالی گئی تھی۔

حضرت عطاء بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے ملا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے حضور ﷺ کی وہ صفات بتائیں جو تورات میں آئی ہیں۔ انہوں نے فرمایا بہت اچھا۔ خدا کی قسم! تورات میں بھی آپ ﷺ کی وہی صفات بیان ہوئی ہیں جو قرآن مجید میں ہیں (چنانچہ تورات میں ہے) اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور امیوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے، نہ آپ سخت گو ہیں نہ سخت دل، نہ بازاروں میں شور کرنے والے ہیں اور نہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں بلکہ آپ عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس وقت دنیا سے اُٹھائیں گے جبکہ لوگ لا اِلٰہ الا اللہ کہہ کر ٹیڑھے دین کو سیدھا کرلیں گے ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھول دیں گے۔(۶)

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ وحی فرمائی کہ اے داؤد! تمہارے بعد عنقریب ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد و محمد ہوگا وہ سچے اور سردار ہوں گے میں ان سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا اور نہ وہ ہی مجھے کبھی ناراض کریں گے اور میں نے ان کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں کرنے سے پہلے ہی معاف کردی ہیں اور آپ ﷺ کی امت میری رحمت سے نوازی ہوئی ہے میں نے ان کو وہ نوافل عطا کئے جو انبیاؑ کو عطا کئے اور ان پر وہ چیزیں فرض کیں جو انبیاؑ اور رسولوں پر فرض کیں، حتیٰ کہ وہ قیامت کے دن میرے پاس اس حال میں آئیں گے کہ ان کا نور انبیاؑ کے نور جیسے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرمادیا کہ اے داؤدؑ! میں نے محمد ﷺ کو اور آپ ﷺ کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔(۷)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے حضرت کعبؓ سے فرمایا کہ مجھے حضور ﷺ اور آپ کی امت کی صفات بتائیں، انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب (تورات) میں ان کی یہ صفات پاتا ہوں کہ احمد ﷺ اور ان کی امت اللہ تعالیٰ کی خوب تعریف کرنے والے ہیں۔ اچھے برے ہر حال میں الحمدللہ کہیں گے اور چڑھائی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہیں گے اور اُترائی پر اترتے ہوئے سبحان اللہ کہیں گے ان کی اذان آسمانی فضا میں گونجے گی، وہ نماز میں ایسی دھیمی آواز سے اپنے رب سے ہمکلام ہوں گے جیسے چٹان پر شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے اور فرشتوں کی صفوں کی طرح ان کی نماز میں صفیں ہوں گی اور نماز کی صفوں کی طرح ان کی میدانِ جنگ میں صفیں ہوں گی اور وہ جب اللہ

کے راستے میں جہاد کے لئے چلیں گے تو مضبوط نیزے لے کر، فرشتے ان کے آگے اور پیچھے ہوں گے اور جب وہ اللہ کے راستے میں صف بنا کر کھڑے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسے سایہ کئے ہوئے ہوں گے (آپ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا) جیسے کہ گدھ اپنے گھونسلے پر سایہ کرتے ہیں اور میدانِ جنگ سے یہ لوگ کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔(۸)

واضح رہے کہ اس وقت سوائے قرآن کریم کے ساری آسمانی کتابیں محرّف ہیں اور ان میں اہل مذہب نے اپنی باطل خواہشات اور مکروہ عزائم کی تکمیل کے لئے ردّو بدل اور قطع و برید سے کام لیا ہے، تاہم اس تمام کے باوجود جب ہم ان کتابوں میں غور کرتے ہیں تو خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں واضح طور پر بڑی کثرت سے بشارتیں ملتی ہیں۔ ان بشارتوں میں سے بعض کو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

پہلی بشارت

قرآن کریم سے پہلے نازل شدہ آسمانی کتابوں کے مجموعے کو موجودہ اصطلاح میں بائبل (Bible) کہا جاتا ہے پھر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ سے قبل نازل ہونے والی کتابوں کو عہد نامۂ عتیق (Old Testament) اور اناجیل اربعہ وغیرہ کو عہد نامۂ جدید (New Testament) کہتے ہیں۔ پھر تورات جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوتی تھی اور ایک کتاب تھی بقول عیسائی علما کے جب بہتّر علما یہود نے ۲۸۴ قبل مسیح میں تورات کا ترجمہ عبرانی سے یونانی زبان میں کیا تو اس ایک کتاب کو پانچ مختلف کتابوں میں تقسیم کیا۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ا۔پیدائش، ۲۔خروج، ۳۔احبار، ۴۔گنتی، ۵۔استثنا، چنانچہ تورات کی کتاب استثنا (Deuteronomy) میں ہے۔

> اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اُس سے لوں گا۔(۹)

یہ بشارت حضرت موسیٰؑ کی زبانی دی گئی ہے۔ ان آیات میں جس نبی کی خوشخبری دی گئی ہے

یہود کے نزدیک اس سے مراد حضرت یوشعؑ ہیں اور عیسائی اس سے حضرت عیسیٰؑ مراد لیتے ہیں، مگر مندرجہ ذیل دلائل کی بنا پر اس سے مراد یہ دونوں حضرات نہیں ہو سکتے۔

۱۔ حضرت یوشع اور حضرت عیسیٰؑ دونوں انبیا بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اور اس آیت میں کہا گیا ہے کہ "تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا" جبکہ تورات کی رو سے یہ بات مسلم ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ کی طرح کوئی دوسرا نبی نہیں آیا ہے جیسے کہ اسی کتاب میں ہے،

"بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰؑ کی مانند جس سے خدا نے روبرو باتیں کیں نہیں اُٹھا"(۱۰) لہٰذا اس سے مراد حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔

قرآن کریم کا اعجاز دیکھئے کہ تورات کی پیش گوئی میں مذکور حضرت موسیٰؑ اور خاتم النبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں واقع مماثلت اور مشابہت کا ذکر سورۂ مزمل میں بھی ہے چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَيۡكُمۡ رَسُوۡلاً شَاهِدًا عَلَيۡكُمۡ كَمَآ اَرۡسَلۡنَآ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلاً ○ (۱۱)

بلاشبہ ہم نے تمہارے پاس ایک پیغمبر بھیجا جو تم پر گواہ ہے جس طرح کہ فرعون کے پاس ہم نے ایک رسول (موسیٰؑ) بنا کر بھیجا۔

قواعد کا علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ کما "جس طرح کہ" حرفِ تشبیہ ہے اور اس سے دونوں پیغمبروں میں مماثلت اور مشابہت کا بیان ہے۔ جس کا ذکر تورات کی مذکورہ پیش گوئی میں ہے۔

۲۔ مذکورہ بشارت میں ایک نبی کے بھیجے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ عیسیٰؑ کے زمانے میں بھی یہود اسی نبیٔ موعود کے انتظار میں تھے چنانچہ جب یوحنا (یحییٰؑ) نبی بنا کر بھیجے گئے تو یہود نے ان سے پوچھا کہ کیا تم مسیح (عیسیٰؑ) ہو؟ تو اس نے انکار کیا پھر پوچھا گیا کہ کیا تم ایلیاہ (الیاسؑ) ہو؟ تو انہوں نے انکار کیا۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا تم وہی نبی (موعود) ہو تو انہوں نے انکار کیا۔(۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ نبیٔ موعود حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے زمانے تک نہیں آئے تھے۔ واضح رہے کہ موجودہ انجیل کی رو سے حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰ

ؑ ایک زمانے میں تھے۔ (۱۳) لہٰذا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبیؐ موعود ثابت ہوئے۔

۳۔ حضرت ابراہیمؑ سے نبوت کا سلسلہ ان کے دو بیٹوں حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسماعیلؑ میں چلا۔ یہود کے انبیاؑ حضرت اسحاقؑ کے سلسلے میں ہوئے جبکہ آخری نبی حضرت محمد ﷺ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے تھے۔ اب دیکھئے آیتِ بشارت میں ہے کہ ''انہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا۔'' اگر بنی اسرائیل کا کوئی پیغمبر مراد ہوتا جیسے یوشعؑ یا عیسیٰؑ تو کہتے ''انہی میں سے'' جس سے اشارہ ہوتا کہ وہ نبی بنی اسرائیل ہی میں آئے گا، مگر بشارت میں ''انہی میں سے'' کے بجائے ''انہی کے بھائیوں میں سے'' کہا گیا کہ یہ بنی اسحاق سے نہیں بلکہ اسماعیل کی اولاد میں سے ہوگا جو کہ حضرت محمد ﷺ ہیں۔

دوسری بشارت

اسی کتاب استثنا، میں ہے۔

> خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا اور وہ کوہِ فاران پر جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدسیوں میں سے آیا، اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت تھی۔ (۱۴)

خداوند سینا سے آیا یعنی خدا نے بمقام سینا حضرت موسیٰؑ کو توریت عطا فرمائی۔ سینا کوہِ طور کا دوسرا نام ہے۔ جسے قرآن پاک میں طور سینا کہا گیا ہے اور کوہِ شعیر سے آشکارا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اس مقام پر انجیل مرحمت فرمائی۔ کوہ شعیر شام میں ایک پہاڑ ہے جسے آج کل جبل الخلیل کہا جاتا ہے اور کوہِ فاران سے جلوہ گر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو اپنی آخری اور مکمل کتاب قرآن پاک فاران نامی پہاڑ کے حرا نامی غار میں عطا فرمائی۔ یہ پہاڑ مکہ کے قریب واقع ہے جہاں قرآن پاک کی پہلی وحی،

اَقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ (۱۵)

نازل ہوئی تھی گویا انسانیت کے لئے رشد و ہدایت کا جو سامان یہود کے مقدس پہاڑ طور سینا سے چل کر نصاریٰ کے مقدس پہاڑ شعیر پر جلوہ نما ہوا تھا وہ مسلمانوں کے مقدس پہاڑ فاران پر آکر مستقل طور پر قیام پذیر ہوا، جو ایک طرف رسالتِ محمدی ﷺ کی دلیل ہے تو دوسری طرف آپ ﷺ کے خاتم النبین ہونے کا بھی واضح ثبوت ہے۔

بحثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن پاک پچھلی تمام آسمانی کتابوں کے اہم مضامین کی جامع ہے قرآن کریم کا اعجاز دیکھئے کہ مذکورہ پیش گوئی کے الفاظ بھی قرآن پاک میں مذکور ہیں۔ سورۃ التین میں ارشاد ہے۔

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ O وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ O وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ O (۱۶)

قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور قسم ہے طور سینین کی اور اس امن والے شہر (مکہ) کی۔

سب کو معلوم ہے کہ انجیر اور زیتون والا ملک شام ہے جہاں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تھے یہیں سے کوہِ شعیر شروع ہوتا ہے۔ طور سینا سے حضرت موسیٰؑ اور تورات کی طرف اشارہ ہے اور بلد امین سے مراد حضرت محمد ﷺ کا شہر مکہ ہے۔ مکہ کو امن والا شہر اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اس شہر کے بارے میں دعا فرمائی تھی۔

رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا۔ (۱۷)

اے اللہ اس شہر کو امن والا بنادے۔

مذکورہ پیش گوئی آپ ﷺ کی بعثت کے بارے میں نہایت واضح ہے جس سے یہود و نصاریٰ بوکھلا گئے اور انہوں نے فاران (Paran) لفظ کی بہت سی تاویلیں کر کے اسے دوسرے علاقوں میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے چنانچہ بعض نے فاران کو بیت المقدس ہی کا دوسرا نام گردانا ہے۔ بعض نے قادس اور کوہ سینا تک پھیلے ہوئے میدان کو فاران کہا ہے بعض نے نفسِ قادس کو فاران کہا ہے اور بعض نے کوہِ سینا کے مغربی نشیب پر واقع وادی کو فاران کہہ دیا ہے۔ (۱۸) مگر خود تورات کی کتاب پیدائش میں ہے۔

اور خدا اس لڑکے (اسماعیلؑ) کے ساتھ تھا اور وہ بڑا ہوا اور بیابان میں رہنے لگا اور تیر انداز بنا اور وہ فاران کے بیابان میں رہتا تھا۔ (۱۹)

اسماعیلؑ جس فاران کے بیابان میں رہے ہیں وہ مکہ ہی کے قریب ہے یہیں پر حضرت اسماعیلؑ نے رہائش اختیار کی تھی، بڑے ہو کر شادی کی اور نسل پھیل گئی۔ رسول اکرم ﷺ حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے ہیں۔ اسی فاران نامی پہاڑ کے حرا نامی غار میں اسلام کی پہلی وحی نازل ہوئی ہے۔ مذکورہ پیش گوئی کے یہ الفاظ کہ وہ دس ہزار قدسیوں (پاکیزہ نفوس) کے ساتھ آیا فتح مکہ کی

طرف اشارہ ہے کہ اُس وقت رسول اکرم ﷺ دس ہزار صحابہ کے ساتھ شہر میں فاتحانہ داخل ہوئے تھے، مگر یہود و نصاریٰ کی بوکھلاہٹ دیکھئے کہ پیش گوئی کی ہئیت بدلنے کے لئے انہوں نے اس آیت میں پہلے فاران لفظ کی غلط تشریح کر کے معنوی تحریف کی۔ پھر دس ہزار کا لفظ بدلنے کے لئے لفظی تحریف کی۔ چنانچہ انگریزی ترجمہ کنگ جیمس ورژن مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں ''دس ہزار'' کا لفظ ہے پھر کیتھولک بائیبل کے ترجمہ ناکس ورژن میں ''ہزاروں'' کا لفظ لکھا گیا اور موجودہ اردو تراجم میں ''لاکھوں'' کا لفظ لکھدیا گیا ہے۔ پیش گوئی کا حلیہ بگاڑنے کے لئے اس لفظ میں بار بار تبدیلی کر کے جہاں حق کو چھپا کر باطل کو قائم رکھنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ وہاں تحریفِ بائیبل کی بدترین مثال بھی قائم کی گئی ہے۔

آیت کے آخری جملے ''اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت تھی'' کا مفہوم مسلم علمانے یہ بیان کیا ہے کہ یہ لوگ (مسلمان) کفار کے لئے بڑے سخت ہوں گے جیسے کہ قرآن پاک میں ہے:

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ ط

وہ خدا کے منکروں پر سخت گیر ہوں گے۔

مگر راقم کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے کہ جیسے آگ اپنے ماسوا کو جلا دیتی ہے اسی طرح یہ آخری شریعت بھی پچھلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دے گی اور خود تا قیامت قائم و دائم رہے گی۔ قرآن و احادیث سے دینِ اسلام کا آخری اور ابدی ہونا صراحۃً ثابت ہے۔ جبکہ یہودیت و نصرانیت میں اس قسم کا کوئی ذکر نہیں کہ یہ مذاہب ہمیشہ کے لئے ہیں، بلکہ یہ مذاہب اس وقت کے اقوام کے لئے تھے اور اب ان مذاہب کے باقی رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

تیسری بشارت

زبور میں حضرت داوٗدؑ کی زبانی ایک نبی کی بشارت دی گئی ہے۔ یہ بشارت باب نمبر ۴۵ پر مشتمل ہے۔ ملاحظہ ہو زبور کی عبارت:

میرے دل میں ایک نفیس مضمون جوش مار رہا ہے، میں وہی مضامین سناؤں گا، جو میں نے بادشاہ کے حق میں قلمبند کئے ہیں، میری زبان ماہر کاتب کا قلم ہے۔ تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے۔ اس

لئے خدا نے تجھے ہمیشہ کے لئے مبارک کیا۔ اے زبردست! تو اپنی تلوار کو جو تیری حشمت و شوکت ہے اپنی کمر سے حمائل کر اور سچائی اور حلم اور صداقت کی خاطر اپنی شان و شوکت میں اقبال مندی سے سوار ہو اور تیرا داہنا ہاتھ تجھے مہیب کام دکھائے گا۔ تیرے تیر تیز ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں، اُمتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے، تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت۔ اسی لئے خدا تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے تجھ کو تیرے ہمسروں سے زیادہ مسح کیا ہے۔ تیرے ہر لباس سے مرُ اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔ ہاتھی دانت کے محلوں میں سے تار دار سازوں نے تجھے خوش کیا ہے۔ تیری معزز خواتین میں شہزادیاں ہیں، ملکہ تیرے داہنے ہاتھ اوفیر کے سونے سے آراستہ کھڑی ہے۔ اے بیٹی! سن، غور کر اور کان لگا اپنی قوم اور اپنے باپ کے گھر کو بھول جا اور بادشاہ تیرے حسن کا مشتاق ہوگا، کیونکہ وہ تیرا خداوند ہے تو اُسے سجدہ کر۔ اور صور کی بیٹی ہدیہ لے کر حاضر ہوگی۔ قوم کے دولت مند تیری رضا جوئی کریں گے۔ بادشاہ کی بیٹی محل میں سر تاپا حسن افروز ہے۔ اس کا لباس زربفت کا ہے، وہ بیل بوٹے دار لباس میں بادشاہ کے حضور پہنچائی جائے گی۔ اس کی کنواری سہیلیاں جو اس کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں تیرے سامنے حاضر کی جائیں گی وہ ان کو خوشی اور خرمی سے لے آئیں گے وہ بادشاہ کے محل میں داخل ہوں گی تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے جانشین ہوں گے، جن کو تو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا۔ میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھوں گا۔ اس لئے امتیں ابدالآباد تیری شکر گزاری کریں گی۔ (۲۰)

تمام اہل کتاب مذکورہ بشارت کے تناظر میں ایک نبی کا ورود تسلیم کرتے ہیں، یہود کے نزدیک ان صفات کا حامل نبی ابھی تک نہیں آیا ہے گویا وہ ابھی تک اس نبی کے انتظار میں ہیں۔ نصاریٰ اس کو حضرت عیسیٰؑ پر چسپاں کرتے ہیں۔ جبکہ اس پیش گوئی کی ساری صفات حضرت محمد ﷺ پر صادق آتی ہیں۔ اس بشارت میں آنے والے نبی کی جو خاص صفات بیان کی گئی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ''وہ تلوار لٹکانے والا ہوگا'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''انا نبی الملحمة (۲۱) میں جہاد لڑنے والا نبی ہوں۔ عیسائیت میں تو جہاد ہے ہی نہیں۔ یہودیت میں کچھ جہاد کا حکم ہے مگر اسلام میں تو قیامت تک جہاد کے جاری رہنے کا حکم ہے۔

۲۔ ''اس کا تیر تیز ہوگا'' رسول اکرم ﷺ کے جدِ امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے، اور شکار کھیلا کرتے تھے۔ اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ارموا بنی اسماعیل! فان آبائکم کان رامیا۔ (۲۲)

اے بنی اسماعیل! تیر اندازی کیا کرو کیونکہ تمہارے باپ بھی تیر انداز تھے۔

دوسری روایت میں ہے:

مَن تعلّم الرمیَ ثم ترکه فلیس منی۔ (۲۳)

جس نے تیر اندازی سیکھی اور پھر چھوڑ دی وہ ہم میں سے نہیں۔

۳۔ ''بادشاہوں کی بیٹیاں ان کی خدمت گزار ہوں گی'' ازواج مطہرات میں سے اکثر کے والدین اپنی قوم کے سردار تھے۔ بعد میں دنیا کی عظیم طاقت فارس کے بادشاہ یزدگرد کی بیٹی شہر بانو حضرت امام حسینؓ کی زوجیت میں داخل ہوئی۔ اس کے علاوہ بھی مسلمان فاتحین کے ہاتھ بادشاہوں اور سرداروں کی بیٹیاں مالِ غنیمت کے طور پر لگیں۔

۴۔ ''تحفے اور ہدیے اس کو پیش کے جائیں گے'' ہرقل قیصر روم، نجاشی شاہ حبشہ اور قبطیوں کے بادشاہ مقوقس نے آپ ﷺ کی خدمت میں مختلف تحائف اور ہدایا بھیجے ہیں۔ کہتے ہیں دروغ گو را حافظہ نہ باشد، جھوٹے کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ عیسائی علما ایک طرف اس پیشگوئی کا مصداق حضرت عیسیٰؑ کو ٹھہراتے ہیں۔ دوسری طرف ایک اور پیشگوئی ہے جو کتاب یسعیاہ کے باب ۵۳ پر مذکور ہے عیسائی علما اس کا مصداق بھی حضرات عیسیٰؑ کو ٹھہراتے ہیں۔ ملاحظہ ہو بشارتِ عیسوی کی عبارت۔

> نہ اس کی کوئی شکل و صورت ہے، نہ خوبصورتی، اور جب ہم اس پر نگاہ کریں تو کچھ حُسن و جمال نہیں کہ ہم اس کے مشتاق ہوں، وہ آدمیوں میں حقیر و مردود، مردِ غمناک اور رنج کا آشنا تھا۔ لوگ اس سے گویا روپوش تھے اس کی تحقیر کی گئی اور ہم نے اس کی کچھ قدر نہ جانی۔ (۲۴)

غور کیجئے یہ اوصاف زبور کی پیشگوئی والے اوصاف کے بالکل برعکس ہیں۔ عیسائی دونوں پیشگوئیوں کو حضرت عیسیٰؑ کے حق میں کہتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی پیش گوئی نظر آئے وہ اپنے نبی کے حق میں ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

چوتھی بشارت

انجیل متی باب ۲۱ کی عبارت ملاحظہ ہو،

> ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا جس نے تاکستان (باغ) لگایا اور اس کی چاروں طرف احاطہ گھیرا اور اس میں حوض کھودا اور بُرج بنایا اور اُسے باغبانوں کو ٹھیکے پر دے کر پردیس چلا گیا۔ اور جب پھل کا موسم قریب آیا تو اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا، اور باغبانوں نے اس کے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا اور کسی کو قتل کیا اور کسی کو سنگسار کیا، پھر اس نے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلوں سے زیادہ تھے اور انہوں نے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا، آخر اُس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا یہی وارث ہے، آؤ اسے قتل کر کے اس کی میراث پر قبضہ کریں اور اُسے پکڑ کر تاکستان سے باہر نکالا اور قتل کیا، پس جب تاکستان کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ انہوں نے اس سے کہا ان بدکاروں کو بُری طرح ہلاک کرے گا اور باغ کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دے گا جو موسم پر اس کو پھل دیں، یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتابِ مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ "جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہوگا، یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے" اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دیدی جائے گی، اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا، لیکن جس پر وہ گرے گا اُسے پیس ڈالے گا۔(۲۵)

اب ذرا غور کریں اس تمثیل میں مالک مکان سے مراد اللہ تعالیٰ ہیں۔ باغ کا مطلب شریعت

الٰہی ہے۔ اس کا احاطہ گھیرنے، حوض کھودنے اور بُرج بنانے سے شریعت کے احکام یعنی اوامر و نواہی اور مباحات کی طرف اشارہ ہے۔ سرکش باغبانوں سے مراد دینِ حق کے مخالفین ہیں۔ جو پہلے صرف یہود تھے اور اب یہود و نصاریٰ دونوں ہیں "اس نے نوکروں کو بھیجا" اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں کیونکہ وہ بھی عبد ہوتے ہیں اور رسول بھی، یہی اشارہ عبدہ ورسولہ میں ہے۔ بیٹے سے مراد حضرت عیسیٰ ؑ ہیں اور یہ عقیدہ نصاریٰ کا ہے اس کا قتل کرنا حضرت عیسیٰ ؑ کے مصلوب کئے جانے کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ تمثیل کی عبارت کہ "ان بدکاروں کو بری طرح ہلاک کرے گا اور تاکستان کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دے گا۔" سے مراد یہ ہے کہ دین حق کی نعمتِ عظمیٰ ان سے چھین لی جائے گی جیسے کہ یہود و نصاریٰ سے چھین لی گئی اور ایک دوسری قوم (مسلمانوں) کو دیدی جائے گی۔ اس بات کی مزید وضاحت حضرت عیسیٰ ؑ نے انہی آیتوں میں اپنے اس کلام کے ذریعے کی کہ "میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دیدی جائے گی" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دینِ حق کی خدمت مسلمانوں کے سپرد کی اور ان سے لینے کا مقصد یہ ہے کہ بنو اسحاق سے یہ سلسلہ منقطع ہوا اور بنو اسماعیل کو دیدیا گیا۔ اس لئے فرمایا کہ "یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظروں میں عجیب ہے" کہ نبوت بنو اسحاق میں تو چلی آرہی تھی، بنو اسماعیل میں اس کا منتقل ہونا عجیب ہے۔

"جس پتھر کو معماروں نے ردّ کیا" اس سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں کیونکہ یہود و نصاریٰ نے آپ ﷺ کی تردید کی مگر آپ ﷺ کونے کے سرے کے پتھر بن گئے یعنی نبوت کے آخری پتھر جو نصب ہوئے وہ آپ ﷺ ہی ہیں، اس کے بارے ایک حدیث شریف میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ "میری اور دوسری پیغمبروں کی مثال ایسے محل کی ہے جس کی عمارت بڑی خوبصورت ہو مگر اس کے ایک حصے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑدی گئی ہو، دیکھنے والے آتے ہیں اور عمارت کی خوبصورتی کو دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں، سوائے اس ایک اینٹ کی جگہ کے، سو وہ ایک اینٹ میں ہوں اور مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔" (۲۶)

پھل لانے والوں سے مراد امتِ محمدیہ ﷺ کے افراد ہیں، جنہوں نے دین حق پر جانیں قربان کر کے اس کے پھل کو دنیا میں عام کر دیا اور اس سے خاص و عام سبھی مستفید ہوئے۔ "جو اس پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا" یعنی جو بھی اس دین حق کے شیدائیوں سے ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا اور یہی بات اسلامی تاریخ نے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنے اوراق میں عملاً ثبت کر دی

ہے کہ روم و فارس اور دیگر مضبوط سلطنتیں جو مسلمانوں سے ٹکرائیں نیست و نابود ہو گئیں۔ یہ بشارت کتنی واضح ہے اس کا ایک ایک جملہ اور ایک ایک لفظ خاتم النبین ﷺ پر صادق آرہا ہے۔ پھر بھی جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں محض بُغض و عناد اور تنگ نظری کے باعث کرتے ہیں اور اپنے ہی دین کی تکذیب کرتے ہیں۔

پانچویں بشارت

انجیل متی باب ۱۳ میں ہے:

> اس نے ایک اور تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بویا وہ سب بیجوں میں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اُس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔(۲۷)

یہی تمثیل انجیل مرقس باب ۴ میں اس طرح مذکور ہے۔

> اور اس نے کہا خدا کی بادشاہی ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے اور رات کو سوئے اور دن کو جاگے اور وہ بیج اس طرح اُگے اور بڑھے کہ وہ نہ جانے، زمین آپ سے آپ پھل لاتی ہے، پہلے پتی، پھر بالیں، پھر بالوں میں تیار دانے، پھر جب اناج پک چکا تو وہ فی الفور درانتی لگاتا ہے کیونکہ کاٹنے کا وقت آن پہنچا۔(۲۸)

نیز یہ بشارت کم و بیش انہی الفاظ کے ساتھ انجیل لوقا باب ۱۳ میں بھی مذکور ہے۔ رائی کا دانہ کمزور اور چھوٹا دانہ ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے جب دین حق کی اشاعت کا بیڑا اُٹھایا تو آپ کے ساتھی بہت ہی کمزور اور تنگدست تھے اور ان کو معاشرے میں کمزور نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا ان کے بالمقابل یہود و نصاریٰ سیاسی، معاشی اور معاشرتی ہر لحاظ سے مضبوط تھے اور اونچی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ پھر ہوتے ہوتے قلیل مدت میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو استحکام بخشا یہ دین غالب آ گیا، یہاں تک کہ دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیل گیا۔ بڑی بڑی متمدن اور مضبوط قومیں اور تہذیبیں اس کے سامنے ہیچ ہو گئیں۔ دین اسلام ایک ایسا تناور درخت بنا جس کے سائے اور پھل

سے دنیا مستفید ہوگئی۔ انجیل کی مذکورہ بشارت کا ذکر قرآن پاک کی سورۂ فتح میں اس طرح موجود ہے۔

وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○ (۲۹)

اور مثال ان کی (محمد ﷺ اور ان کے صحابہ کی) انجیل میں اس طرح بیان کی گئی ہے جیسے کوئی کھیتی ہو جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اُس کو مضبوط کیا اور موٹا ہوا پھر اس کا پٹھا اپنے نال پر کھڑا ہوا، خوش لگتا ہے اپنے بونے والوں کو اور تاکہ غصے میں بھر جائیں اس سے کافر، وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ مغفرت کا اور بڑے اجر کا۔

چھٹی بشارت

حضرت یحییٰؑ نے بھی نبی آخرالزمان کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ انجیل یوحنّا میں ہے۔ اور یوحنا (یحییٰ) کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے؟ تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ پس انہوں نے اس سے کہا پھر تو ہے کون؟ تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے اُس سے یہ سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیاہ نہ وہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے یوحنا نے جواب میں ان سے کہا کہ میں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے یعنی میرے بعد کا آنے والا، جس کی جوتی کا تسمہ میں کھولنے کے لائق نہیں۔ (۳۰)

انجیل کی ان آیات میں ہے کہ جب یوحنا (یحیٰؑ) مبعوث ہوئے اور انہوں نے دین حق کا اعلان فرمایا تو یہودی علمانے ان کے پاس اپنے افراد بھیجے کہ کیا تم مسیح (عیسیٰ) ہو؟ انہوں نے انکار کیا پھر پوچھا کیا تم ایلیاہ (الیاسؑ) ہو؟ انہوں نے اس کی بھی نفی کی، پھر پوچھا کیا تم وہ نبی ہو؟ انہوں نے اس کی بھی نفی کر دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہود ایک نبی کے انتظار میں تھے۔ جس کی نشانیاں ان کی کتابوں میں موجود تھیں۔ اور یہی نبی آخرالزمان ہیں۔ آیات کے آخری حصے میں حضرت یحیٰؑ فرماتے ہیں کہ میں نبی آخرالزمان نہیں ہوں، بلکہ وہ میرے بعد آنے والے ہیں اور ان کی شان اور مرتبہ اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ میں اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں ہوں۔ اس طرح کی ایک اور عبارت انجیل مرقس کے باب نمبر ا میں ہے۔

> اور یوحنا اونٹ کے بالوں کا لباس پہنے اور چمڑے کا پٹکا اپنی کمر سے باندھے رہتا اور ٹڈیاں اور جنگلی شہد کھاتا تھا اور یہ منادی کرتا تھا کہ میرے بعد وہ شخص آنے والا ہے جو مجھ سے زور آور ہے۔ میں اس لائق نہیں کہ جھک کر اس کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں۔ میں نے تم کو پانی سے بپتسمہ دیا مگر وہ تم کو روح القدس سے بپتسمہ دے گا۔ (۳۱)

ان آیات میں بھی نبی آخرالزمان کی خوشخبری ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰؑ ہیں مگر حضرت عیسیٰؑ اس لئے مراد نہیں ہو سکتے کہ حضرت یحیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ دونوں ایک ہی زمانے میں تھے اور دونوں کی ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات انجیل سے ثابت ہے مثلاً ''ان دنوں ایسا ہوا کہ یسوع نے گلیل کے ناصرہ سے آکر یردن میں یوحنا سے بپتسمہ لیا۔ (۳۱،الف) جبکہ یحیٰؑ فرما رہے ہیں کہ میرے بعد وہ شخص آنے والا ہے اور بعد میں آنے والے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں، اور زیادہ زور آور کا مطلب یہ ہے کہ وہ زیادہ شان اور مرتبے والے ہوں گے ان کی شریعت زیادہ دیرپا اور مستحکم ہوگی اور اس کی امت زیادہ تعداد میں اور دین میں مضبوط ہوگی۔

یہاں پر ایک علمی نکتے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔ اور وہ یہ کہ مذکورہ آیات میں جب حضرت یحیٰؑ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ وہ نبی ہیں یعنی نبی آخرالزمان ﷺ؟ تو جواب میں انہوں نے صاف انکار کیا کہ میں وہ نہیں ہوں مگر انجیل لوقا کے مطابق جب یہی سوال حضرت عیسیٰؑ سے کیا گیا تو وہ بات کو ٹال گئے اور گول مول سا جواب دیا۔ کیا عیسائی یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ

جو اخلاقی جرأت اور دیانت حضرت یحییٰؑ میں تھی وہ حضرت عیسیٰؑ میں مفقود تھی؟ یہ علمی لطیفہ جو کہ ایک حقیقت ہے عیسائیوں کے دین میں خیانت اور انجیل میں تحریف کی بدترین اور بھونڈی مثال ہے۔ ملاحظہ ہو انجیل لوقا کی عبارت:

> اور یوحنا کو اس کے شاگردوں نے ان سب باتوں کی خبر دی (یعنی حضرت عیسیٰؑ اور آپ کے معجزات) اس پر یوحنا نے اپنے شاگردوں میں سے دو کو بلا کر خداوند کے پاس یہ پوچھنے کو بھیجا کہ آنے والا تو ہی ہے؟ (یعنی نبیٔ موعود) یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں۔ انہوں نے اس کے پاس آکر کہا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے ہمیں تیرے پاس یہ پوچھنے کو بھیجا ہے کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں؟ اُسی گھڑی اس نے بہتوں کو بیماریوں اور آفتوں اور بری روحوں سے نجات بخشی اور بہت سے اندھوں کو بینائی عطا کی اس نے جواب میں ان سے کہا کہ جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا ہے جاکر یوحنا سے بیان کردو کہ اندھے دیکھتے ہیں، لنگڑے چلتے ہیں، کوڑھی پاک صاف کئے جاتے ہیں، بہرے سنتے ہیں، مردے زندہ کئے جاتے ہیں، غریبوں کو خوشخبری سنائی جاتی ہے۔ (۳۲)

آپ نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ نے موضوع سے بالکل ہٹ کر جواب دیا۔ ذرا سوچئے کیا نبی کی یہ شان ہے کہ وہ سوال کچھ اور جواب کچھ دے یا نبی حقیقت چھپانے کے لئے بات گول مول کر دے یا کیا نبی اپنے بیان میں مخاطب کو دھوکہ دے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے پوری وضاحت کے ساتھ کہہ دیا ہو گا کہ میں نبی آخرالزمان نہیں ہوں، بلکہ وہ میرے بعد آنے والے ہیں، مگر چونکہ اس عبارت سے عیسائیت کی پوری عمارت دھڑام سے گر جاتی لہٰذا عیسائیوں نے یہاں سے اصل جواب حذف کر دیا ہے اور دُور کی کڑی ملا دی ہے۔ تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔

ساتویں بشارت

حضرت عیسیٰؑ نے اپنی تبلیغ دین کے دوران جگہ جگہ پھر کر یہ آواز لگائی کہ عنقریب آسمانی بادشاہت آنے والی ہے۔ مثلاً انجیل متی باب ۹ میں ہے:

> اور یسوع سب شہروں اور گاؤں میں پھرتا رہا اور ان کے عبادت خانوں میں تعلیم

دیتا اور بادشاہی کی خوشخبری کی منادی کرتا اور ہر طرح کی بیماری اور ہر طرح کی کمزوری دور کرتا رہا۔ (۳۳)

عیسیٰؑ نے اپنے بارہ خصوصی شاگردوں (صحابہ) کو تبلیغ پر بھیجتے ہوئے خصوصی احکام دیئے ان میں سے ایک حکم یہ تھا۔

اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔ (۳۴)

اسی طرح انجیل لوقا کے باب ۹ میں ہے:

پھر اس نے ان بارہ کو بلا کر انہیں سب بدروحوں پر اختیار بخشا اور بیماریوں کو دور کرنے کی قدرت دی اور انہیں خدا کی بادشاہی کی منادی کرنے اور بیماروں کو اچھا کرنے کے لئے بھیجا۔ (۳۵)

نیز باب ۱۰ میں ہے:

اور جس شہر میں داخل ہو اور وہاں کے لوگ تمہیں قبول کریں تو جو کچھ تمہارے سامنے رکھا جائے کھاؤ۔ اور وہاں کے بیماروں کو اچھا کرو اور ان سے کہو کہ خدا کی بادشاہی تمہارے نزدیک آ پہنچی ہے۔ لیکن جس شہر میں داخل ہو اور وہاں کے لوگ تمہیں قبول نہ کریں تو اس کے بازاروں میں جاکر کہو کہ ہم اس گرد کو بھی جو تمہارے شہر سے ہمارے پاؤں میں لگی ہے تمہارے سامنے جھاڑ دیتے ہیں مگر یہ جان لو کہ خدا کی بادشاہی نزدیک آ پہنچی ہے۔ (۳۶)

نیز انجیل متی باب ۶ میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں کو نماز کا طریقہ بتلاتے ہوئے یہ دعا سکھائی "تیری بادشاہی آئے" (۳۷)

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ آسمانی بادشاہت سے کیا مراد ہے، ظاہر ہے کہ اس سے دین حق کا غلبہ اور استحکام مقصود ہے کیونکہ دنیا میں آسمانی بادشاہت کا قیام اسے کہا جائے گا کہ غیر اللہ کا حکم، غلبہ اور تسلط ختم ہو اور اس کے مقابلے میں خدائی نظام نافذ و غالب ہو۔ اب حضرت عیسیٰؑ کی زندگی پر غور کریں تو دین عیسوی کا غلبہ واستحکام کہیں نظر نہیں آتا۔ اس وقت بادشاہت یہود کی تھی، بیت المقدس پر بھی ان کا قبضہ تھا۔ حضرت عیسیٰؑ ظالم یہود کے خوف سے چھپتے پھرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہود ان کو پھانسی پر چڑھانے کی تدبیریں کرنے لگے اور نصاریٰ کے عقیدے کے مطابق پھانسی پر چڑھا بھی دیئے گئے۔ لہٰذا یہ یقین کرنا پڑے گا کہ آسمانی بادشاہت کی تکمیل صرف دین اسلام

کے ذریعے ہوئی، خود انجیل کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں نے اپنے دین کا حق ادا نہیں کیا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے دین کا منصب مسلمانوں کو عطا فرمایا، چنانچہ انجیل متی باب ۲۱ میں حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں:

> خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو آگے پھل لائے دے دی جائے گی۔(۳۸)

اس پیش گوئی کا مصداق اسلام ہے جس نے اپنی صداقت اور حقانیت کی بنیاد پر چار سو پھیل کر دنیا پر غلبہ اور استحکام حاصل کیا ہے۔

آٹھویں بشارت

باوجود یہ کہ امت محمدیہ ﷺ کے افراد کی عمریں چھوٹی ہیں اور سب سے آخر میں آئی ہے یہ سابقہ امتوں سے اجر وثواب میں زیادہ اور دخول جنت میں مقدم ہوگی۔ انجیل متی کے باب ۲۰ میں اس کی تصریح یوں ہے۔

> آسمان کی بادشاہی اس گھر کے مالک کی مانند ہے جو سویرے نکلا تاکہ اپنے تاکستان (باغ) میں مزدور لگائے اور اس نے مزدوروں سے ایک دینار روز ٹھہرا کر انہیں اپنے تاکستان میں بھیج دیا پھر پہر دن چڑھے کے قریب نکل کر اس نے اوروں کو بازار میں بے کار کھڑے دیکھا اور ان سے کہا تم بھی تاکستان میں چلے جاؤ جو واجب ہے تم کو دوں گا پس وہ چلے گئے۔ پھر اس نے دوپہر اور تیسرے پہر کے قریب نکل کر ویسا ہی کیا۔ اور کوئی ایک گھنٹہ دن رہے پھر نکل کر اوروں کو کھڑے پایا اور ان سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بے کار کھڑے رہے۔ انہوں نے اس سے کہا اس لئے کہ کسی نے ہم کو مزدوری پر نہیں لگایا۔ اس نے ان سے کہا تم بھی تاکستان میں چلے جاؤ۔ جب شام ہوئی تو تاکستان کے مالک نے اپنے کارندے سے کہا کہ مزدوروں کو بلا اور پچھلوں سے لے کر پہلوں تک ان کی مزدوری دیدے۔ جب وہ آئے جو گھنٹہ بھر دن رہے لگائے گئے تھے تو ان کو ایک ایک دینار ملا جب پہلے مزدور آئے تو انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم کو زیادہ ملے گا اور ان کو بھی ایک ہی ایک دینار ملا۔ جب ملا تو گھر کے مالک سے یہ کہہ کر شکایت کرنے

لگے کہ ان پچھلوں نے ایک ہی گھنٹے کام کیا ہے اور تو نے ان کو ہمارے برابر کر دیا۔ جنہوں نے دن بھر کا بوجھ اُٹھایا اور سخت دھوپ سہی اس نے جواب دے کر ان میں سے ایک سے کہا میاں! میں تیرے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا کیا تیرا مجھ سے ایک دینار نہیں ٹھہرا تھا؟ جو تیرا ہے اُٹھالے اور چلا جا میری مرضی یہ ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں اس پچھلے کو بھی اتنا ہی دُوں۔ کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال سے جو چاہوں سو کروں؟ یا تو اس لئے کہ میں نیک ہوں بری نظر سے دیکھتا ہے؟ اسی طرح آخر اوّل ہو جائیں گے اور اوّل آخر۔(۳۹)

بلاشبہ اس پیشگوئی کی مصداق امت محمدیہ ﷺ ہے کہ آخر میں آنے کے باوجود انعام و اکرام اور اجر و ثواب میں پہلوں سے بڑھ کر ہوگی۔ یہی مطلب ہے اس جملے کا کہ ”اس طرح آخر اوّل ہو جائیں گے اور اوّل آخر“ اب ملاحظہ کیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث جو بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ میں مذکور ہے اس پیشگوئی کی تائید کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تمہاری مدتِ قیام گزشتہ امتوں کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے نماز عصر سے غروب آفتاب کا وقت۔ تورات والوں کو تورات دی گئی تو انہوں نے عمل کیا یہاں تک کہ جب آدھا دن گزر گیا تو وہ عاجز آگئے اور انہیں ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی۔ انہوں نے نماز عصر تک کام کیا، پھر عاجز آگئے تو انہیں بھی ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر ہمیں قرآن دیا گیا ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا تو ہمیں دو دو قیراط دیئے گئے اس پر پہلی دو کتابوں والے کہنے لگے کہ پروردگار! آپ نے ان لوگوں کو دو دو قیراط دیئے اور ہمیں ایک ایک قیراط دیا۔ حالانکہ ہم نے زیادہ کام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ کیا میں نے تمہاری اجرت کے معاملے میں تم پر کوئی ظلم کیا؟ وہ کہنے لگے نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں دوں۔(۴۰)

اسی طرح کنز العمال میں حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت مروی ہے۔

نحن الا خرون والسابقون یومَ القیٰمۃ۔ (۴۱)

یعنی ہم آخری امت ہونے کے باوجود قیامت کے دن دخول جنت میں سب سے مقدم ہوں گے۔

نویں بشارت

انجیل میں جابجا حضرت عیسیٰؑ کی زبانی کہا گیا ہے کہ میں جاؤں گا، تو اللہ تعالیٰ میرے بعد تمہارے لئے ایک اور نبی بھیجے گا جسے روح حق کا نام دیا گیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ میری تصدیق بھی کرے گا۔ ملاحظہ ہوں انجیل کی چند عبارتیں:

> اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا فارقلیط بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا۔(۴۲)

اس بشارت میں فارقلیط کا جو لفظ ہے یہ انجیل کے پرانے نسخوں کے مطابق ہے مثلاً دیکھئے انجیل کے عربی تراجم مطبوعہ لندن ۱۸۲۱ء، ۱۸۳۱ء اور ۱۸۴۴ء۔ جدید اردو تراجم میں اس لفظ کی جگہ ''مددگار'' لکھ دیا گیا ہے۔ فارقلیط کا لفظ دراصل یونانی زبان کا لفظ ''پیرکلوطوس'' ہے جس کے معنی محمد ﷺ اور احمد کے ہیں۔ جب انجیل کا ترجمہ یونانی سے عربی میں ہونے لگا تو اس لفظ کو معرب کر کے فارقلیط لکھ دیا گیا۔ انجیل کے عربی مترجمین نے اس طرح بے شمار الفاظ کو ترجمہ کے وقت بدل دیا ہے۔ چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ اصل انجیل کی عبرانی زبان میں یہ لفظ احمد یا اس کا ہم معنی ہوگا یونانی میں ترجمہ کرتے وقت اسے پیرکلوطوس اور بعد میں فارقلیط سے بدل دیا گیا اور اب اردو مترجمیں نے اس کا ترجمہ مددگار سے کر دیا ہے تاکہ مسلمان اسے بشارت محمدی کے طور پر دلیل میں پیش نہ کر سکیں۔

اسی انجیل یوحنا کے باب ۱۵ میں ہے۔

> لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔(۴۳)

ایک دوسری جگہ ہے:

> لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے

تمہارے پاس بھیج دوں گا۔(۴۴)

نیز ایک اور جگہ ہے:

لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔(۴۵)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ دوسرا نبی جو آئے گا وہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد آئے گا ان کی موجودگی میں نہیں آئے گا اور انبیاؑ کے باب میں یہ قاعدہ ہے کہ ایک ہی دین و شریعت کے سلسلے میں بیک وقت دو یا زیادہ انبیاؑ تو آسکتے ہیں مگر ایک مستقل شریعت والے نبی کی زندگی میں دوسری مستقل شریعت والا نبی نہیں آسکتا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ مستقل شریعت والے نبی تھے۔ اس لئے ان کے آنے سے قبل حضرت عیسیٰؑ کا جانا ضروری تھا، اس لئے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا "اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا" قرآن پاک نے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ؕ (۴۶)

اور حضرت عیسیٰؑ نے اس نبی کی خوشخبری سنائی جو اس کے بعد آنے والے ہیں اور ان کا نام احمد ہے۔

دوسری نشانی اس پیغمبر برحق کی یہ بتائی کہ وہ میری یعنی عیسیٰؑ کی بھی گواہی دے گا۔ قرآن پاک میں جابجا حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق و تائید کی گئی ہے مثلاً سورۃ البقرہ میں ہے:

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۔ (۴۷)

اور دی ہم نے عیسیٰؑ بن مریم کو واضح نشانیاں اور مدد دی اس کو روح القدس (جبریل امین) کے ذریعے۔

اگلی نشانی پیغمبر آخر کی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے حاصل کرے گا اُسے اپنی امت کے آگے بیان کرے گا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (۴۸)

اور یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا بلکہ یہ تو وحی ہوتی ہے جو اس کی طرف

بھیجی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ ؑ کی بیان کردہ نشانیاں سب کی سب خاتم النبین حضرت محمد ﷺ ہی میں موجود ہیں اور کوئی دوسرا شخص اس کا حامل اور مصداق نہیں ہو سکتا۔

دسویں بشارت

حضرت عیسیٰؑ کے بعد جب انجیل میں تحریف کا سلسلہ چلا تو بہت ساری اناجیل وجود میں آ گئیں، مگر اتھانسیوس (Athanasius) کی کوششوں سے کلیسا کے مذہبی پیشواؤں نے ۳۲۵ء میں مجلس نیقیہ قائم کی اور بہت ساری انجیلوں میں سے چار کو منتخب کر کے باقی اناجیل کو متروک قرار دیدیا۔ مسیحی دینی ادب میں موجودہ اناجیل سمیت تقریباً تیس اناجیل کا ذکر ملتا ہے ان میں سے ایک انجیل برنباس ہے برنباس ایک نیک، پاکباز اور قابل اعتماد شخص تھا جس کا ذکر کتاب اعمال کے باب ۴، ۱۱اور ۱۴ میں ملتا ہے۔ مگر نصاریٰ نے اس انجیل کو مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر قبول نہیں کیا۔

۱۔ اس میں میں حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ کے بجائے اللہ کا بندہ کہا گیا ہے۔

۲۔ اس میں نبی آخر الزمان کے بارے میں نام سمیت واضح پیشگوئیاں موجود ہیں۔

۳۔ اس میں کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو پھانسی پر نہیں لٹکایا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اُٹھالیا ہے۔

۴۔ اس میں ذبیح حضرت اسحٰق ؑ کے بجائے حضرت اسماعیلؑ کو کہا گیا ہے۔

غور کیا جائے تو مسلمانوں کے نصاریٰ کے ساتھ یہی بنیادی اختلافات ہیں، اس لئے نصاریٰ نے اسے مسترد کر دیا۔ اگر اس انجیل کو قابل قبول ٹھہرایا جاتا تو عیسائیت کے باقی رہنے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ ذیل میں اس انجیل سے خاتم النبین ﷺ کے بارے میں پیشگوئیاں دی جاتی ہیں۔

> پس جبکہ آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا تو اس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کی طرح چمکتی دیکھی جس کی عبارت تھی ''لاالٰہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ'' تب آدمؑ نے اپنا منہ کھولا اور کہا میں تیرا شکر کرتا ہوں اے میرے پروردگار اللہ۔ کیونکہ تونے مہربانی کی، پس مجھ کو پیدا کیا، لیکن میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو مجھے خبر دے کہ ان کلمات کے کیا معنی ہیں۔ محمد رسول اللہ۔ تب اللہ پاک نے جواب دیا۔ مرحبا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم! اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا

انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے جو کہ اس وقت کے بہت سے سال بعد دنیا میں آئے گا اور وہ میرا ایسا ہو گا کہ اس کے لئے میں نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے وہ رسول کہ جب آئے گا دنیا کو ایک روشنی بخشے گا یہ وہ نبی ہے کہ اس کی روح آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں۔ (۴۹)

"باقی رہا میرا خاص معاملہ، سو میں تحقیق اس لئے آیا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے واسطے جو اب جلد دُنیا کے لئے ایک خلاص (چھٹکارے کا ذریعہ) لے کر آئے گا، راستہ صاف کروں، لیکن تم اس بات سے ڈرتے رہو کہ دھوکہ دیئے جاؤ۔ اس واسطے کہ بعد میں بہت سے جھوٹے نبی آئیں گے جو میرے کلام کو اخذ کریں گے اور میری انجیل کو ناپاک بنائیں گے تب اس وقت اندر اس نے کہا "اے معلّم! ہمارے لئے کوئی نشانی بتا تاکہ ہم اس (رسول) کو پہچانیں۔" یسوع نے جواب دیا "بے شک وہ تمہارے زمانے میں نہ آئے گا بلکہ تمہارے بعد کئی برسوں کے گزرنے پر جس وقت کہ میری انجیل باطل کر دی جائے گی اور قریب قریب تیس مؤمن بھی نہ پائے جائیں گے اس وقت میں اللہ دنیا پر رحم کرے گا پس وہ اپنے اس رسول کو بھیجے گا۔ جس کے سر پر ایک سفید ابر کا ٹکڑا قرار پذیر ہو گا اس کو ایک اللہ کا برگزیدہ پہچانے گا اور وہی اسے دنیا پر ظاہر کرے گا اور وہ (رسول) بدکاروں پر بڑی قوت کے ساتھ آئے گا اور بتوں کی پوجا کو دنیا سے نابود کر دے گا اور میں اس بات کو راز کی طرح کہتا ہوں کیونکہ اسی (رسول) کے ذریعے سے اس کا اعلان ہو گا اور اللہ کی بڑائی کی جائے گی، اور میری سچائی ظاہر ہو گی اور عنقریب وہ (رسول) ان لوگوں سے انتقام لے گا جو کہتے ہیں کہ میں انسان سے بڑھ کر ہوں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق چاند اس کو اس کے بچپن میں سلانے کے لئے لوریاں دے گا۔ اور جب وہ (رسول) بڑا ہو گا تو وہ اس (چاند) کو اپنی دونوں ہتھیلیوں سے پکڑ لے گا پس چاہئے کہ دنیا اس کا انکار کرنے سے ڈرے، اس لئے کہ وہ بت پرستوں کو قتل کرے گا۔ (۵۰)

مگر جب مقدس محمد رسول ﷺ آئے گا وہ اس بدنامی کے دھبے کو مجھ سے دور

کرے گا اور اللہ یہ اس لئے کرے گا کہ میں نے مسیاؔ کی حقیقت کا اقرار کیا ہے۔ وہ مسیاؔ (رسول) جو مجھے یہ نیک بدلہ دے گا یعنی کہ میں پہچانا جاؤں کہ زندہ ہوں اور یہ کہ میں ایسی موت مرنے کے دھبے سے بری ہوں۔ (۵۱)

اور اس سے بڑھ کر آفت کی بات یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مسیاؔ (رسول) داؤد کی نسل سے نہ آئے گا (جیسا کہ اس کے نہایت خاص شاگرد نے ہم سے کہا ہے) بلکہ وہ کہتا ہے کہ در حقیقت وہ (مسیاؔ) اسماعیل کی نسل سے آئے گا اور یہ کہ وعدہ (قربانی) اسماعیل کے ساتھ کیا گیا تھا نہ کہ اسحاق کے ساتھ۔ (۵۲)

پس جبکہ آدمیوں نے مجھ کو اللہ اور اللہ کا بیٹا کہا تھا مگر یہ کہ میں خود دنیا میں بے گناہ تھا اس لئے اللہ نے ارادہ کیا کہ اس دنیا میں آدمی یہوداہ کی موت سے مجھ سے ٹھٹھا کریں یہ خیال کر کے کہ وہ میں ہی ہوں جو کہ صلیب پر مرا ہوں تاکہ قیامت کے دن میں شیطان مجھ سے ٹھٹھا نہ کریں اور یہ بدنامی اس وقت تک باقی رہے گی جب کہ محمد رسول اللہ ﷺ آئے گا جو کہ آتے ہی اس فریب کو ان لوگوں پر کھول دے گا جو کہ اللہ کی شریعت پر ایمان لائیں گے۔ (۵۳)

۞

حواشی و حوالہ جات

۱۔ سورۃ الشعراء، آیت ۱۹۶،

۲۔ سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷،

۳۔ سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۶،

۴۔ سورۃ الانشراح، آیت ۴،

۵۔ بحوالہ مشکوٰۃ باب فضائل سیّد المرسلین، فصل سوم،

۶۔ اخرجہ البخاری عن عبداللہ والبیہقی عن ابن سلام،

۷۔ کذا فی البدایہ ج ۲/ ص ۳۲۶،

۸۔ ابو نعیم فی الحلیہ، ج ۵/ ص ۳۸۶،

۹۔ بائبل، استثنا، ۱۸: ۱۷۔۱۹،

۱۰۔ استثنا، ۳۴: ۱۰،

۱۱۔ المزمل، آیت ۱۵،

۱۲۔ انجیل یوحنا، ۱: ۱۹،

۱۳۔ انجیل لوقا، ۷: ۱۸،

۱۴۔ استثنا، ۳۳: ۲،

۱۵۔ سورۃ اقرأ، آیت ۱،

۱۶۔ سورۃ التین، آیت ۱۔۳،

۱۷۔ سورۂ ابراہیم، آیت ۳۵،

۱۸۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حاشیہ اظہار الحق اردو ترجمہ جلد ۳/ص ۲۵۱،

۱۹۔ کتاب پیدائش، باب ۲۱/ آیت ۲۰،

۲۰۔ زبور، باب ۴۵/ آیات ۱۔۱۷

۲۱۔ علی متقی الہندی، کنزالعمال، رقم ۳۲۰۸۶،

۲۲۔ جمع الفوائد، ج ۲/ص ۱۹،

۲۳۔ ایضاً،

۲۴۔ کتاب یسعیاہ، باب ۵۳/ آیت ۲۔۳،

۲۵۔ انجیل متی، ۲۱:۳۳۔۴۴،

۲۶۔ جمع الفوائد، ج ۲/ص ۱۷۷،

۲۷۔ متی، ۱۳:۳۱، ۳۲،

۲۸۔ مرقس، ۴:۲۶۔۲۹،

۲۹۔ سورۂ الفتح، آیت ۲۹،

۳۰۔ انجیل یوحنا، ۱:۱۹۔۲۷،

۳۱۔ انجیل مرقس، ۶:۱۔۸،

☆ الف، مرقس، ۱:۹،

۳۲۔ انجیل لوقا، ۷:۱۸۔۲۲،

۳۳۔ انجیل متی، ۹:۳۵،

۳۴۔ ایضاً، ۱۰:۷،

۳۵۔ لوقا، ۹:۱۔۳،

۳۶۔ ایضاً، ۱۰:۸۔۱۱،

۳۷۔ متی، ۶:۱۰

۳۸۔ ایضاً، ۲۱:۴۳،

۳۹۔ ایضاً، ۲۰:۱۔۱۶،

۴۰۔ بخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب من ادرک رکعۃ من العصر، ج ۱/ص ۷۹،

۴۱۔ کنزالعمال، ج ۶/ص ۲۳۲،

۴۲۔ یوحنا، ۱۴:۱۵۔۱۷،

۴۳۔ ایضاً، ۱۵:۲۶، ۲۷،

۴۴۔ ایضاً، ۱۶:۷،

۴۵۔ ایضاً، ۱۶:۱۳،

۴۶۔ سورۂ الصف، آیت ۶،

۴۷۔ سورۂ البقرہ آیت ۸۷،

۴۸۔ سورۂ النجم، آیت ۳، ۴،

۴۹۔ انجیل برنباس، ۳۹:۱۴۔۲۶،

۵۰۔ ایضاً، ۷۲:۱۰۔۲۴،

۵۱۔ ایضاً، ۱۱۲:۱۶، ۱۷،

۵۲۔ ایضاً، ۱۴۲:۱۷، ۱۸،

۵۳۔ ایضاً، ۲۲۰:۱۹، ۲۰،

سیرتِ طیبہ پر مقبول اور جامع ترین کتاب

ھادی اعظم ﷺ

از سید فضل الرحمٰن، نیا ایڈیشن (حصہ اول) صفحات ۸۰۸ سے زائد

نظر ثانی کے بعد ضخامت زیادہ ہونے کی وجہ سے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ترتیب جدید، تصحیح، اضافوں اور مکمل حوالہ جات کے ساتھ، تقریباً ۱۵۰ مستند کتبِ حدیث، سیرت، تفسیر اور تاریخ وغیرہ سے مرتب شدہ، اہلِ علم کے لئے بیش بہا تحفہ، ہر علمی گھرانے اور لائبریری کی ناگزیر ضرورت، اردو کی کتبِ سیرت میں ایک قیمتی اور نادر اضافہ،

کتاب کے بارے میں اہل علم کی آراء

"ماشاءاللہ سخت محنت اور مسلسل کاوش سے مرتب ہوئی ہے اور بعض ایسی تفصیلات ہیں جو عام کتابوں میں نہیں ہیں" حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ، حیدرآباد،"

محترم حافظ صاحب نے کتاب میں مستند حالات وواقعات جمع کئے ہیں اور کتاب عوام و خواص کے پڑھنے کی ہے" مفتی محمد ضیاء الحق دہلوی،

"مؤلف نے نہ اتنا اختصار برتا ہے کہ سیرت کا کوئی پہلو بالکل ہی تشنہ رہ جائے اور نہ اتنی تفصیل سے کام لیا ہے کہ قاری اکتا جائے، یہ ایک متوسط حجم کی کتاب ہے اور خوب بلکہ بہت خوب ہے" ڈاکٹر مفتی محمد مظہر بقا، مکہ مکرمہ،

اہم عنوانات

پوری کتاب کو سات ابواب اور دو جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہے، حصہ اول میں پہلے دو باب شامل ہیں، جن کے اہم عنوانات یہ ہیں۔

باب اول حیات طیبہ: ۱- بعثت کے وقت دنیا کی حالت، ۲-ولادت سے پہلے کے وقعات، ۳-نسب مطہر، ۴-اجداد کا تعارف، ۵-مکی زندگی، ۶-ہجرتِ مدینہ، ۷-مدنی زندگی، ۸-ازواج واولاد، -شمائل نبوی ﷺ،

باب دوم تعلیماتِ نبوی: ۱-اسوۂ حسنہ، ۲- معمولاتِ نبوی ﷺ، ۳- عادات و اخلاق، ۴-فرمودات،

زیور طباعت سے آراستہ ہو کر شائع ہو گئی ہے۔

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز